www.pildat.org

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات

پاکستانی نقطہ نظر

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات

پاکستانی نقطہ نظر

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلامنافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلامنافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت:۔ مارچ 2011

آئی ایس بی این 978-969-558-201-7

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ناشر

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

مخففات اور تشبیہات

پیش لفظ

مصنف کے بارے میں

تعارف	09
تعلقات کی تاریخ	09
تجارتی تعلقات	09
مہاجرین کی میزبانی	10
سفری تعلقات	10
وسط ایشیاء تک رسائی	11
دہشت گردی	11
کمزور تعلقات	11
منشیات کی روک تھام	13
پانی کے مسائل	14
افغان مہاجرین	15
پارلیمنٹ کا کردار	16
میڈیا	16
اختتامیہ	17

مخففات اور تشبیہات

APTTA	پاک افغانستان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدہ
GDP	مجموعی مقامی پیداوار
FATA	وفاق کے زیر اہتمام قبائلی علاقے
UNHCR	اقوام متحدہ ہائی کمیشن برائے مہاجرین
IDPs	مقامی طور پر بے گھر افراد
PTV	پاکستان ٹیلی ویژن
MPs	اراکین پارلیمنٹ
UNODC	اقوام متحدہ کے دفاتر برائے منشیات و جرائم
PoR	رجسٹریشن کا ثبوت

پیش لفظ

پاکستان افغانستان تعلقات، پاکستانی نکتہ نظر، دی نیوز کے ایگزیکٹو ایڈیٹر پشاور بیورو رحیم اللہ یوسف زئی نے تحریر کیا ہے جو سلامتی کے معاملات پر نامور مصنف ہیں۔اس میں پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور مختلف امور پر تجزیہ کیا گیا ہے جنہوں نے دونوں اسلامی ہمسائیہ مما لک کے تعلقات کو متاثر کیا ہے۔اس پیپر میں جن امور کا جائزہ لیا گیا ان میں دہشت گردی،منشیات کی روک تھام، پانی کے مسائل،میڈیا اور افغان مہاجرین وغیرہ شامل ہیں۔اس کے ساتھ اس میں پاک افغان تعلقات میں کچھ امید افزاء پیش رفت کا بھی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ پیپر پلڈاٹ نے خصوصی طور پر لکھوایا ہے جو پاکستان افغانستان پارلیمانی مذاکرات میں بیک گراونڈ پیپر کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

اظہار تشکر

پلڈاٹ اس پیپر کی اشاعت میں برٹش ہائی کمیشن اسلام آباد کے تعاون کو بھی تہہ دل سے تسلیم کرتی ہے۔

اعلان دستبرداری

اس پیپر میں پیش کیے جانے والی آراء، اور تجاویز مصنف کی ہیں۔ضروری نہیں کہ پلڈاٹ یا برٹش ہائی کمیشن اس سے کلی طور پر متفق ہوں۔

اسلام آباد

مارچ 2011

مصنف کے بارے میں

رحیم اللہ یوسف زئی ایک سینئر پاکستانی صحافی،اورسیاسی وسیکورٹی کے امور کے تجزیہ کار ہیں وہ ان دنوں دی نیوز اخبار پشاور کے ریزیڈنٹ ایڈیٹر ہیں۔وہ 1980 کے اوائل سے افغانستان، پاکستان کے خیبر پختونخواہ (سابق شمال مشرقی سرحدی صوبہ)، بلوچستان اور فاٹا پر رپورٹنگ کررہے ہیں۔وہ بی بی سی کے بھی نمائندہ ہیں اس کے علاوہ اے بی سی نیوز، گلف نیوز، نیوز لائن اور دیگراداروں کے مستقل لکھاری ہیں۔

تعارف

پاکستان اور افغانستان کے اراکین پارلیمنٹ کے درمیان مذاکرات ایسے وقت میں ہو رہے ہیں جب دونوں ممالک کی حکومتیں ٹرانزٹ ٹریڈ کے تاریخی معاہدے پر عملدرآمد کرنے جارہی ہیں جس سے پاکستان کے ذریعے زمین سے گھرے (landlock) افغانستان کی ضروریات پوری ہوں گی۔

اگرچہ نئے افغانستان پاکستان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدے (APTTA) پر منصوبے کے مطابق 12 فروری 2011 کو عملدرآمد شروع نہیں ہوسکا لیکن یہ جلد یا بدیر شروع ہوجائے گا۔ یہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان غیر متوقع تعلقات میں مثبت پیش رفت ہے۔

یہ معاہدہ امریکا کی پشت پناہی میں کئی ماہ کے مذاکرات کے بعد عمل میں آیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ہمسائیہ مسلمان ممالک اپنے اختلافات اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ APTTA 1965 کے ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدے کی جگہ عمل میں آیا جو چار دہائیوں سے دونوں حکومتوں اور تاجروں کی ضروریات پوری کر رہا تھا لیکن اس میں بدلتے ہوئے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بہتری کی ضرورت تھی۔ سندھ طاس معاہدے کی طرح، جس نے برے تعلقات کے باوجود دونوں ممالک کو فائدہ پہنچایا، APTTA اور سابقہ پاک افغان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدہ باہمی طور پر فائدہ پہنچانے والے معاہدوں کی عمدہ مثال ہیں۔

تاہم پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات میں مکمل صلاحیت کے مطابق کامیابی حاصل نہیں کی جاسکی۔ کئی طویل المیعاد مسائل دونوں ممالک کی حکومتوں اور عوام کو ڈراتے رہے ہیں وقت کے ساتھ اس میں کئی مزید مسائل کا اضافہ ہوگیا ہے۔ ان مسائل کو سامنے لانا عقل مندی ہے کیونکہ تنازعات کو نظرانداز کرنے سے وہ مزید دشوار ہوتے جاتے ہیں اور دونوں حکومتوں پر ان کا قابل عمل حل تلاش کرنے کا پریشر کم ہوجاتا ہے۔

تعلقات کی تاریخ

افغانستان اور غیر منقسم ہندوستان کے درمیان پرانے وقتوں سے تاریخی روابط چلے آرہے ہیں۔ 1947 میں تقسیم ہند کے بعد آزاد اسلامی جمہوریہ پاکستان اسلامی جمہوریہ افغانستان کا پڑوسی بن گیا۔ قسمت اور جیوگرافی نے پرانی اور نئی ریاست کو قریب کردیا۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ آپ دوست بدل سکتے ہیں لیکن پڑوسی نہیں۔ ہمہ جہتی معاشی اور تجارتی تعلقات اور 2,560 کلومیٹر طویل ڈیورنڈ لائن سرحد کے اطراف زیادہ تر آزادانہ نقل وحمل پاکستان اور افغانستان کے عوام کے درمیان نہ ٹوٹنے والی دوستی کا ثبوت ہے۔ افغان صدر حامد کرزئی نے دونوں ممالک کو باہم پیوست جڑواں قرار دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں ممالک کو الگ نہیں کیا جاسکتا اور ان کی بقا مل کر رہنے میں ہے۔

جغرافیائی قربت کے علاوہ پاکستان اور افغانستان میں تاریخ، مذہب، ثقافت اور بعض نسلیں اور زبانیں مشترک ہیں۔ دونوں کے درمیان بعض اوقات تعلقات خراب بھی ہوئے لیکن یہ تنازعات پر قابو پانے میں کامیاب ہوئے اور سیاسی، سفارتی اور تجارتی تعلقات برقرار رہے۔

بہت سے پاکستانی اس بات کو فراموش نہیں کرسکتے کہ آزادی کے بعد افغانستان واحد ملک تھا جس نے اقوام متحدہ میں پاکستان کی ممبرشپ کی مخالفت کی لیکن پاکستانی اس بات کا بھی ادراک رکھتے ہیں کہ بھارت کے ساتھ تین جنگوں میں افغانستان میں پاکستان کے لیے کوئی مشکل پیدا نہیں کی۔ درحقیقت 1965 کی جنگ میں کابل نے اسلام آباد کو یقین دہانی کرائی کہ وہ افغانستان کے ساتھ مغربی سرحد کی طرف سے بے فکر رہے۔

تجارتی تعلقات

اعداد و شمار پاک افغان تعلقات کی گہرائی اور نوعیت کو بیان نہیں کرسکتے تاہم بعض اعداد و شمار تعلقات کے فوائد کو بیان کرنے میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ (ان

میں سے اعداد وشمار افغانستان میں پاکستان کے سفیر محمد صادق خان نے بیان کیے)۔

1۔ پاکستان افغانستان کا سب سے بڑا تجارتی پارٹنر ہے۔
2۔ افغنستان امریکا اور چین کے بعد پاکستانی مصنوعات کی تیسری بڑی برآمدی منڈی
3۔ مالی سال 2010 میں افغانستان کو پاکستانی برآمدات 1.2 ارب امریکی ڈالر تک پہنچ گئی۔
4۔ 2011 میں یہ برآمدات 1.7 ارب ڈالر تک پہنچنے کی توقع ہے پہلے چھ ماہ میں جولائی 2010 سے جنوری 2011 میں 875 ملین ڈالر کی برآمدات ہو چکی ہیں۔
5۔ افغانستان کو پاکستانی برآمدات میں اضافے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2001 میں طالبان دور حکومت میں صرف 26 ملین ڈالر کی اشیاء برآمد کی گئی تھیں۔

افغانستان کو برآمدات کی مد میں پاکستان دیگر ہمسایہ ممالک سے کہیں آگے ہے۔ ایران سالانہ برآمدات میں 600 ملین ڈالر کے ساتھ دوسرے نمبر پر کہیں پیچھے ہے۔ افغنستان سے قریب ہونے اور اشیاء کی افغان عوام کے لیے پہنچان کی وجہ سے پاکستان کو دیگر ممالک پر افغان مارکیٹ تک رسائی میں برتری حاصل ہے۔ خاص طور پر افغان جنگ کے دنوں میں پاکستان ہجرت کرنے والے افغانی پاکستانی مصنوعات کے عادی ہو چکے ہیں۔

اگر افغانستان کو ہونے والی غیر سرکاری برآمدات کو شامل کیا جائے تو سالانہ سرکاری وغیر سرکاری برآمدات کا حجم 4 ارب ڈالر تک پہنچ جاتی ہے۔ سرکاری تجارتی حجم کو بڑھانے کے لیے سرحد پر اسمگلنگ کو کنٹرول کرنے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہیں تاکہ دونوں ممالک کو مزید ریونیو حاصل ہو سکے۔

مہاجرین کی میزبانی

افغانستان پر سویت حملے کے بعد پاکستان نے ایک وقت پانچ ملین تک افغان مہاجرین کی میزبانی کی۔ افغان مہاجرین کی پاکستان آمد اور افغانستان واپسی مختلف مراحل میں جاری رہی۔ اس وقت پاکستان میں 1.7 ملین رجسٹرڈ افغان مہاجرین موجود ہیں اور زیادہ تر تخمینوں کے مطابق تقریبا ایک ملین غیر رجسٹرڈ افغانی بھی پاکستان میں موجود ہیں۔ افغان مہاجرین کو بلا روک ٹوک نقل وحمل اور کام کرنے کی آزادی حاصل رہی اور یہ چاروں صوبوں حتی کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور آزاد کشمیر میں بھی موجود ہیں۔

دنیا میں ابھی تک ایسی کو مثال نہیں ملتی جس میں کسی میزبان ملک میں مہاجرین اتنے عرصے تک امن وسکون سے رہے ہوں۔ یہ بھائی چارے اور برداشت کی نا قابل فراموش مثال تھی اور ہے حالانکہ پاکستان میں خصوصا خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور فاٹا میں افغان مہاجرین کی بڑی تعداد کی موجودگی کی وجہ سے پہلے سے کم وسائل اور عوامی سہولیات پر مزید بوجھ پڑا ہے۔ کچھ افغان مہاجرین کیمپ اب خیبر پختونخواہ اور فاٹا کے حالات کی وجہ سے بے گھر ہونے والے افراد کو ٹھہرانے کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔

سفری تعلقات

پاکستان کے افغانستان کے ساتھ تعلقات منفرد نوعیت کے ہیں جنہیں کچھ مزید حقائق کی مدد سے پرکھا جاسکتا ہے۔
1۔ قریبا 50 ہزار افغانی روزانہ بغیر کسی سفری دستاویزات کے تورخم اور چمن کے راستے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں صرف یہی دونوں مقام اتنی طویل پاک افغان سرحد میں داخلے کے سرکاری راستے ہیں۔
2۔ اس کے علاوہ کابل میں پاکستان سفارت خانہ اور قندھار، جلال آباد، ہرات اور مزار شریف میں کونسل خانے روزانہ 1,200 ویزے افغانوں کو جاری کرتے ہیں۔
دنیا میں کسی اور ملک میں افغان اتنی بڑی تعداد میں ویزوں یا بغیر ویزوں کے سفر نہیں کرتے۔

یہ محض یک طرفہ ٹریفک نہیں یہ کیونکہ بہت سے پاکستانی، خاص طور پر سرحدی

علاقوں میں رہنے والے قبائلی،بغیر ویزوں کے افغانستان جاتے رہتے ہیں۔حالیہ سالوں میں قریبا 70ہزار پاکستانیوں کو افغانستان میں اچھے معاوضوں پر روزگار ملا جس کی بڑی وجہ افغانستان میں تعمیر نو کے منصوبے ہیں۔یہ شائد پہلی دفعہ ہے کہ برصغیر کے افراد،خصوصا پاکستانی،افغانستان میں روزگار کے لیے جارہے ہیں جو پہلے ہمیشہ الٹ رہا ہے۔

وسط ایشیاء تک رسائی

صورتحال میں تبدیلی کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان کو وسط ایشیائی ریاستوں میں تجارت کے لیے افغانستان سے زمینی راستہ درکار ہے۔ماضی میں زمین سے گھرے افغانستان کو کراچی پورٹ کے ذریعے بحیرہ عرب تک پہنچنے یا بھارت اور اس سے آگے تجارت کے لیے پاکستان سے زمینی راستہ چاہیے تھا۔افغانستان کو یقیناً ابھی بھی اپنی ٹرانزٹ تجارت کے لیے پاکستان پر انحصار کرنا پڑتا ہے لیکن پاکستان کو بھی وسط ایشیائی ریاستوں کے ساتھ تجارت کے لیے افغانستان کی ضرورت ہے۔

دہشت گردی

پاکستان 2010 میں بھی دہشت گردی کا شکار رہا اگرچہ پچھلے سال کے مقابلے میں عسکریت پسندوں کے حملوں میں 11 فیصد کمی ہوئی۔اسلام آباد میں قائم تھنک ٹینک پاکستان انسٹیٹوٹ آف پیش اسٹڈیز کی رپورٹ کے مطابق 2010 میں مذہبی،فرقہ وارانہ اور لسانی عسکریت پسندی کے 2113 واقعات ہوئے جس میں 2913 افراد جاں بحق ہوئے۔

پاکستان کی ملٹری اور سول اتھارٹیز کی حالیہ رپورٹ کے مطابق دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جاری آپریشنز اور دہشت گردوں کے حملوں میں اب تک 9,147 افراد ہلاک اور 18,343 زخمی ہوئے۔ہلاک ہونے والوں میں 5,520 سویلین،2883 فوجی،666 پولیس اہلکار اور 78 خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے اہلکار شامل تھے۔اس فہرست میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائی کے دوران ہلاک ہونے والے عسکریت پسند شامل نہیں۔

ہمسائیہ افغانستان میں صورتحال مزید تشویش ناک رہی جہاں وزارت داخلہ کی جانب سے جاری سرکاری اعداد وشمار اور ایک آزادانہ ویب سائیٹ کے مطابق 2010 میں دس ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوئے جن میں پانچواں حصہ سویلین افراد تھے۔یقینی طور پر افغانستان اور اس کے عوام نے زیادہ مشکلات کا سامنا کیا جہاں تنازعہ زیادہ طویل مدت سے جاری ہے جبکہ پاکستان میں دہشت گردی 2004-2003 میں تیز ہونا شروع ہوئی جب قانون نافذ کرنے والے اداروں نے مقامی عسکریت پسندوں اور القائدہ سے تعلق رکھنے مختلف ممالک کے مہمان جنگ جوؤں کے خلاف کارروائی شروع کی۔

اوپر دیئے گئے اعداد وشمار شائد پاکستان اور افغانستان کی حقیقی صورتحال کو پوری طرح واضح نہیں کرسکتے لیکن اس سے مسئلے کی گہرائی اور پیچیدگی کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔حقیقت میں دہشت گردی کئی ممالک کا مسئلہ ہے جس میں شدت دونوں ممالک کی غیر محفوظ سرحدوں کے اطراف زیادہ ہے اس لیے اس سے مشترکہ طور پر نمٹنے کی ضرورت ہے تاہم ماضی کی تلخیاں اور خدشات اسلام آباد اور کابل کے درمیان سلامتی کے اس اہم مسئلے پر تعاون میں رکاوٹ ہیں انہیں اپنے تعلقات کی حقیقی صلاحیت کا ادراک کرنا ہوگا۔

کمزور تعلقات

افغانستان اور پاکستان دونوں اسلامی جمہوریہ ہیں اور دونوں ممالک کئی عالمی و علاقائی تنظیموں جیسے او آئی سی،سارک اور ای سی او کے ممبران ہیں لیکن ان کے مابین تعلقات کئی تنازعات کی وجہ سے تناؤ کا شکار رہے جن میں ڈیورنڈ لائن سرحد،پختونستان،افغانستان پر سویت یونین کا حملہ،پاکستان کی افغان مجاہدین اور طالبان کی حمایت،ایف پاک خطے کا حالیہ تنازعہ جس میں عالمی و علاقائی طاقتوں اور غیر ریاستی عناصر جیسے القائدہ،طالبان اور دیگر جہادی فریق ہیں،بلوچستان میں جاری کم شدت کی علیحدگی کی تحریک اور افغانستان میں بھارت کی

موجودگی شامل ہیں۔بعض اوقات تعلقات کی کڑواہٹ کم ہوجاتی ہے جیسا کہ ان دنوں ہے لیکن دہشت گردی کا ایک بڑا واقعہ ٹینشن بڑھا دیتا ہے جب حقیقی یا مبینہ مجرموں کے بارے میں ایک دوسرے پر انگلی اٹھائی جاتی ہے۔

ماضی کی تلخیوں کے تناظر میں، مسئلے کی جڑ افغانستان کی پختونستان کی حمایت کرنا ہے جو پاکستان کے پختون علاقوں جن میں سابق شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنے کی کوشش تھی۔افغانستان حکومت کی آزادی کے وقت اقوام متحدہ میں پاکستان کی ممبرشپ کی مخالفت کی بھی یہی وجہ بتائی جاتی ہے کہ پختونوں اور بلوچوں کو برطانوی راج سے آزادی اور تقسیم ہند کے موقع پر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں دیا گیا۔افغان حکومتوں نے ،جن میں 1990 کی دہائی کی مجاہدین اور طالبان کی پرو پاکستان حکومتیں بھی شامل ہیں ،کبھی ڈیورنڈ لائن کو دونوں ممالک کے درمیان سرحد تسلیم نہیں کیا۔کچھ مقامات پر بارڈر طے نہیں ہے جس کے باعث پاکستان اور افغانستان کے بارڈر گارڈز کے درمیان کئی دفعہ باونڈری کے تنازعہ کی وجہ سے ٹکراو ہوا۔خوش قسمتی سے سرحد پر ہونے والی یہ معمولی جھڑپیں کبھی بڑے واقعہ یا جھڑپ میں تبدیل نہیں ہوئیں۔

اگرچہ پاک افغان سرحد ایک حقیقت ہے تاہم افغانستان نے تاحال ڈیورنڈ لائن کو سرکاری سرحد تسلیم نہیں کیا۔افغان صدر حامد کرزئی نے ایک بار کہا کہ سرحد ایک نفرت کی لکیر ہے جس نے دونوں بھائیوں کے درمیان دیوار کھڑی کردی ہے۔طالبان نے بھی سرحد کو تسلیم کرنے سے گریز کیا اور ان کے بعض رہنماوں نے ریمارکس دیئے کہ مسلمانوں کے درمیان کوئی سرحد نہیں ہونی چاہیے۔دوسری طرف پاکستان سمجھتا ہے کہ یہ مسئلہ ختم ہوچکا ہے کیونکہ اس کا ماننا ہے کہ ڈیورنڈ لائن ہی دونوں ممالک کے درمیان بین الاقوامی سرحد ہے۔پختونستان کا مسئلہ پاکستان کے عام پختونوں میں کبھی مقبول نہیں ہوسکا اور یہ عوامی یاداشت سے سالوں قبل مٹ چکا ہے۔ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ بھی کوئی زیادہ زیر بحث ایشو نہیں رہا تاہم کبھی کبھار یہ سامنے آتا ہے جیسے پاکستانی صدر پرویز مشرف نے ایک بار سرحد پر باڑ لگانے کی تجویز پیش کی تھی جس پر نہ صرف افغانستان کی طرف سے بلکہ پاکستان کے قومیت پرست سیاستدانوں اور قبائلی عوام کی جانب سے بھی سخت ردعمل سامنے آیا۔

طالبان اور دیگر عسکریت پسندوں کی پاکستان سے افغانستان کے اندر کارروائیاں بھی پاک افغان تعلقات میں بڑی رکاوٹ بن رہیں ہیں۔پاکستان کی جانب سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ افغانستان سے جنگجو اور ہتھیار پاکستان آرہے ہیں اور قبائلی علاقوں کو غیر مستحکم کیا جارہا ہے۔پاکستان بلوچ علیحدگی پسندوں کی افغان حکومت کی حفاظت میں افغانستان میں موجودگی پر بھی سخت پرتشویش ہے۔بہت سے افغانوں کا خیال ہے کہ پاکستان کی طالبان کو حمایت کابل میں اپنی مرضی کی حکومت مسلط کرنے کی کوشش کا حصہ ہے۔اگرچہ یہ تھیوری بہت حد تک غیر موثر ہوچکی ہے تاہم بہت سوں کا ماننا ہے کہ پاکستانی فوج بھارت کے خلاف جنگ میں افغانستان کو اپنی اسٹریٹیجک ڈیپتھ (strategic depth) تصور کرتی ہے۔

پاکستان کو ان امور پر افغانستان کے خدشات دور کرنے ہوں گے اور کابل کے افغان طالبان کی پاکستان کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں پناہ گاہوں کے الزامات کا جواب دینا ہوگا۔القائدہ تاہم ایک عالمی مسئلہ ہے جس کو کابل، اسلام آباد یا دیگر اتحادی اکیلے نمٹ سکیں۔

پاک افغان تعلقات میں کئی دیگر تنازعات بھی ہیں۔پاکستان افغانستان میں بھارت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ پر تشویش رکھتا ہے اور اکثر شکایت کرتا ہے کہ نئی دلی خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے افغان سرزمین استعمال کررہا ہے۔ماضی میں یہ شمالی اتحاد سے پریشان تھا جو پاکستان مخالف افغان جنگجو سرداروں اور سیاستدان پر مبنی تھا اور حامد کرزئی کے اقتدار پر گرفت مضبوط کرنے تک افغانستان کی واحد طاقت بن چکے تھے۔پاکستان اور ختم ہونے والے افغان شمالی اتحاد میں کوئی محبت کا تعلق نہیں تھا۔

پاکستان کے زمینی راستوں کے ذریعے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کا معاملہ بھی وجہ تنازعہ بنا رہا حالیہ دنوں میں افغانستان کے لیے جانے والے کنٹینرز اور ٹرک کراچی پورٹ پر کھڑے رہے یا سامان واپس پاکستان اسمگل ہوتا رہا جس سے یہاں ریونیو اور صنعت کو نقصان پہنچا۔کابل اور نئی دلی کا مطالبہ کہ بھارتی مصنوعات کو افغانستان جانے کے لیے پاکستانی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت دی جائے ٹرانزٹ ٹریڈ کے الجھے ہوئے معاملات میں ایک اور اضافہ ہے۔

پھر ایک طویل عرصے سے لٹکا ہوا معاملہ افغان مہاجرین کا ہے۔ اسلام آباد چاہتا ہے افغان مہاجرین واپس چلے جائیں لیکن وہ انہیں زبردستی نہیں نکال سکتا کیونکہ اس سے دنیا بھر میں سخت ردعمل آسکتا ہے۔ ڈونر پاکستان کو افغان مہاجرین کی وجہ سے پڑنے والے معاشی بوجھ کو کم کرنے میں مزید مدد فراہم نہیں کررہے۔ اسلام آباد کے لیے ایک اور باعث تشویش بات یہ ہے کہ کابل قبائلی سرداروں کی سرپرستی کررہا ہے تاکہ وہ افغان مہاجرین کے لیے اسلام آباد پر دباؤ ڈالیں۔

تاہم یہ تمام مسائل پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات میں موجود عدم اعتماد کی وجہ سے ہیں۔ دونوں مما لک کے درمیان عدم اعتماد ختم کیا جاسکتا ہے اور مسائل حل ہوسکتے ہیں اگر پاکستان اور افغانستان کے عوام سے عوام کے مضبوط روابط کو سرکاری سطح پر تعلقات کی بہتری کے لیے استعمال کی جائے۔ حالیہ عرصے میں پاکستان نے افغان عوام کی فلاح و بہبود کے لیے منصوبے شروع کرکے ان کے دل جیتنے کی عمدہ کاوش کی ہے۔ کسی مخصوص لسانی گروہ کے بجائے تمام افغان عوام سے اچھے تعلقات کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ پاکستان کو اب افغان تنازعہ کے حل کے لیے زیادہ فعال کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ افغانستان پرامن اور مستحکم ملک بن سکے۔

منشیات کی روک تھام

اگرچہ پاکستان اور افغانستان نے منشیات کی اسمگلنگ کے خلاف مشترکہ کارروائی پر اتفاق کیا ہے۔ دونوں حکومتوں اور ان کے منشیات کے روک تھام کے اداروں نے درحقیقت تعاون کے لیے کوئی خاص اقدامات نہیں کیے۔ وزارتی اور نچلی سطح اجلاس منعقد ہوئے اور اقوام متحدہ کے ادارہ برائے منشیات اور جرائم (UNODC) کے تعاون سے فیصلے بھی کیے گئے لیکن مطلوبہ سطح پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ 2010 میں ایسے ہی ایک وزارتی اجلاس میں تعاون میں اضافے اور منشیات کے اسمگلروں کے خلاف مسلسل آپریشنز کے لیے 12 نکاتی اعلامیہ جاری کیا گیا۔ اس وقت افسران کو امید تھی کہ ہر دو ماہ بعد مشترکہ آپریشن کیے جائیں گے لیکن کوئی تاریخ طے نہیں کی گئی اور ابھی تک عمل شروع نہیں ہوسکا۔

افغانستان اور پاکستان ایران کے ساتھ مل کر منشیات کی روک تھام کے لیے الگ الگ آپریشنز کرچکے ہیں۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے علاقائی سطح پر مشترکہ اقدامات پر غور بھی کی گیا۔ افغانستان منشیات کے مسئلے پر بنیادی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہاں دنیا میں افیم کی کل پیداوار کا 90 فیصد پیدا ہوتا ہے جس سے ہیروئن بنتی ہے اور ان منشیات کی زیادہ تر اسمگلنگ پاکستان یا ایران کے راستے ہوتی ہے اس لیے منشیات کی اسمگلنگ کو روکنے کے لیے ان تینوں مما لک کا تعاون اور مشترکہ آپریشنز ضروری ہیں۔

افغانستان میں منشیات کی صنعت کا تخمینہ قریباً تین ارب ڈالر لگایا گیا ہے اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اگر روک تھام کے لیے اقدامات نہ کیے جاتے تو جنگ سے متاثرہ ملک منشیات کی ریاست (narco-state) بننے جارہا تھا۔
تحقیق کے مطابق منشیات کی آمدن افغانستان کی کل جی ڈی پی کے 30 فیصد کے برابر ہے۔ منشیات اور جرائم کے درمیان تعلق سے نہ صرف ریاستی کنٹرول کمزور ہوا ہے بلکہ منشیات اسمگلروں، طالبان عسکریت پسندوں، دیگر علیحدگی پسند اور جرائم پیشہ عناصر کے باہمی تعلق سے افغانستان اور دیگر ہمسائیہ ریاستوں کے استحکام کو خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

اگرچہ باضابطہ اعداوشمار میسر نہیں لیکن اندازہ افغانستان میں پیدا ہونے والی ایک تہائی افیم پاکستان کی مقامی ضروریات اور یہاں سے دیگر مما لک کو اسمگلنگ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ کچھ سال قبل پاکستان مسلسل اور تکلیف دہ اقدامات کے بعد افیم کی کاشت کو قریباً صفر پر لانے میں کامیاب ہوگیا لیکن کسانوں کو اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے کوئی بہت متبادل ذریعہ آمدن مہیا نہیں کیا گیا جس کے باعث خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور فاٹا کے بعض علاقوں میں افیم کی کاشت دوبارہ شروع ہونے کی اطلاعات آرہی ہیں جس کی بنیادی وجہ حکومت کی رٹ کا نہ ہونا ہے۔

افیم کی کھڑی فصلوں کو تلف کرنے کی نئی مہم شروع کی گئی اور اس میں بغیر کسی بڑی

رکاوٹ کے کامیابی حاصل ہوئی تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ برقرار ہے کہ افغانستان کی افیم اور ہیروئن پاکستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے کیونکہ اس کے پاس پاک افغان طویل سرحد پر اسمگلنگ روکنے کے وسائل نہیں ہیں

پاکستان میں قانون کے نفاذ کے لیے کمزور اقدامات اور بعض اوقات حکومتی عہدیداروں کا اسمگلنگ میں ملوث ہونا یا سہولت فراہم کرنا بھی بڑے چیلنج ہیں اس کے ساتھ مقامی سطح پر منشیات استعمال کرنے والوں کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے ڈیمانڈ بڑھ گئی ہے۔منشیات افغانستان اور اس کے ہمسائیوں کی سلامتی کو براہ راست متاثر کر رہی ہے کیونکہ افیم اور ہیروئن کی آمدن سے مخالفت گروہ، جنگجو سردار اور مجرم اسلحہ خرید کر ریاست کی اتھارٹی کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

پانی کے مسائل

اگرچہ پاکستان اور افغانستان دریائے کابل کا پانی استعمال کرتے ہیں لیکن دونوں ممالک کے درمیان پانی کی تقسیم کا کوئی معاہدہ نہیں۔دریائے کابل کے معاملے میں پاکستان کا کیس منفرد ہے دریائے کابل میں پانی کا بڑا حصہ دریائے کنڑ سے آتا ہے جو پاکستان کے ضلع چترال سے نکل کر افغانستان کے صوبہ کنڑ میں داخل ہوتا ہے۔اس طرح پاکستان اپر اور لوئر رائیپرین ہے جبکہ افغانستان درمیان میں ہے۔

تاہم افغان اصرار کرسکتے ہیں کہ افغانستان اپر رائیپرین ہے کیونکہ دریائے کابل جلال آباد سے ہو کر پاکستان میں وادی پشاور کی زرخیز زمین کو سیراب کرتا ہوا خیرآباد اور اٹک کے درمیان دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے اندر دریائے کابل کی پانی کی تقسیم سے متعلق خدشات پائے جاتے ہیں کیونکہ زیادہ مستحکم اور پرامن افغانستان دریائے کابل پر زرعی مقاصد اور بجلی کی پیداوار کے لیے ڈیمز بنا سکتا ہے۔بعض پاکستانی تجزیہ کار دونوں ممالک کے درمیان معاہدے کی عدم موجودگی کو پاکستان کے لیے زیادہ مضر قرار دیتے ہیں کیونکہ کسی تنازعہ کی صورت میں اپر رائیپیرین ریاستیں فائدہ میں رہتی ہیں۔

اسلام آباد اور کابل دونوں کے مفاد میں ہے کہ معاملات کو ہاتھ سے نکلنے سے پہلے ہی حل کر لیا جائے تاکہ پاکستان کے تاریخی حقوق بھی محفوظ رہیں اور افغانستان اس پانی سے فائدہ اٹھا سکے۔سندھ طاس معاہدے کی طرز پر دریائے کابل پر بھی پانی کا معاہدہ دونوں حکومتوں کے مدنظر ہونا چاہیے اور اس پر جلد از جلد مذاکرات شروع کیے جانے چاہیں۔

یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دریائے کابل کی پانی کی تقسیم کو پاکستان اور افغانستان کی تاریخی تلخیوں سے ہٹ کر دیکھا جائے اور اسے دیگر مسائل جیسے دہشت گردی، عسکریت پسندی، سرحدی تنازعات سے الگ رکھنا چاہیے کیونکہ پانی کی تقسیم دونوں ممالک کی زرعی معیشت اور عوام کی بھلائی کے لیے اہم ہے۔

دریائے کابل کا خصوصا افغانستان کے اندر بہاو' کا کوئی صحیح ڈیٹا دستیاب نہیں، اعتماد سازی کے اقدامات کے تحت سب سے پہلے بین الاقوامی نگرانی میں بہاؤ کے اتار چڑھاؤ کی مشترکہ اسٹڈی کرائی جانی چاہیے۔

پاکستانی سائیڈ پر تاریخی ڈیٹا کی بنیاد پر کابل دریا کے سالانہ بہاو میں بہت کمی دیکھی گئی ہے۔اس کی وجوہات موسمیاتی تبدیلیاں، مسلسل خشک سالی، افغانستان یا پشاور وادی میں پانی کا زیادہ استعمال ہوسکتی ہیں۔ بروقت اسٹڈیز اور صحیح اقدامات سے دونوں ممالک میں پانی کی تقسیم پر تنازعہ کو روکا جاسکتا ہے۔

زیادہ اہم یہ ہے کہ دریائے کابل کے معاملے پر بھارتی عنصر کو الگ رکھا جائے۔ یہ خدشات پہلے ہی موجود ہیں کہ بھارت، جس کے ساتھ پاکستان کا پہلے ہی دریائے سندھ کے پانی پر تنازعہ موجود ہے، افغانستان کو دریائے کابل پر ڈیم اور بجلی کی پیداوار کا منصوبہ بنانے میں مدد فراہم کر رہا ہے۔ایسے کسی بھی منصوبے کے شدید نتائج نکل سکتے ہیں جس سے پاکستان میں دریائے کابل کے پانی کی آمد میں کمی واقع ہو۔ بھارت کو اس میں شامل کرنے سے پاکستان کو سخت تحفظات ہوں گے، زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ اس میں امریکا کو اس معاملے میں

شامل کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پاکستان اور افغانستان دونوں ایسے معاہدے پر متفق ہوں جو باہمی فائدہ مند ہو۔

افغان مہاجرین

پاکستان میں 1.7 ملین افغان مہاجرین آباد ہیں جو زیادہ تر خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں رہ رہے ہیں تاہم سندھ، پنجاب اور اسلام آباد میں بھی افغان مہاجرین موجود ہیں۔ بہت سے مہاجرین افغانستان کی سرحد کے ساتھ فاٹا میں رہ رہے ہیں حالانکہ حالیہ سالوں میں سیکورٹی خدشات اور طالبان کی وہاں پناہ لینے کی خبروں کے بعد یہ کیمپ بند کر دیئے گئے ہیں۔ خیبر ایجنسی میں لنڈی کوتل کے قریب کچھ مہاجرین کو ان کے عارضی گھروں سے زبردستی نکال دیا گیا۔

افغان مہاجرین کے چار اہم کیمپ جن میں خیبر پختونخواہ میں کچا گڑھی اور جلوزئی اور بلوچستان میں جنگل پیر علی زئی اور گردی جنگل شامل ہیں حالیہ سالوں میں بند کر دیئے گئے اور وہاں مقیم مہاجرین یا تو افغانستان واپس چلے گئے یا کسی دوسرے کیمپ، کسی شہر، قصبے یا گاؤں میں منتقل ہو گئے۔ بہت سے مہاجرین یہ شکایت کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے انہیں زبردستی کیمپوں سے نکال کر واپس افغانستان جانے پر مجبور کیا۔

پاکستانی پولیس کی جانب سے ہراساں کرنے کی شکایات عام ہیں لیکن آج کل زیادہ افغان مہاجرین یہ شکایت کر رہے ہیں کیونکہ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے دہشت گردی کے واقعات کے پیش نظر زیادہ سختی سے کام لے رہے ہیں۔ افغان مہاجرین کی اکثریت کیمپوں سے باہر رہ رہی ہے۔ ماضی کے سرویز کے مطابق قریباً 80 فیصد مہاجرین پختون ہیں۔

رجسٹرڈ مہاجرین قانونی طور پر پاکستان میں رہ رہے ہیں جو کہ تین دہائیوں سے زائد دنیا کی سب سے بڑی مہاجرین آبادی کی میزبانی کر رہا ہے۔ غیر رجسٹرڈ مہاجرین، جن کی اصل تعداد معلوم نہیں لیکن اندازہ یہ ایک ملین تک ہو سکتے ہیں، غیر قانونی طور پر پاکستان میں موجود ہیں لیکن ان کو نکالنے کے لیے یا ان کے خلاف کبھی کوئی کریک ڈاون یا آپریشن نہیں کیا گیا۔

عام طور پر پاکستان فیاضی سے افغان مہاجرین کو پاکستان آنے، اپنی مرضی کے کیمپوں، شہروں، قصبوں یا دیہاتوں میں رہنے، کام کرنے اور ملک میں گھومنے پھرنے کی اجازت دیتا ہے۔ پاکستان کی مہاجرین سے سلوک کی تعریف کی گئی اور یہ ایران اور دیگر ممالک کی نسبت بہت بہتر رہا ہے۔

تاہم افغان مہاجرین کے مسئلے کے پائیدار حل کی تلاش میں ایک بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ پاکستان اقوام متحدہ کے 1951 کے جنیوا کنونشن برائے مہاجرین کا دستخطی نہیں ہے۔ صرف 2007 میں حکومت پاکستان اور یو این ایچ سی آر (UNHCR) کی جانب سے افغان مہاجرین کی مردم شماری اور رجسٹریشن کے بعد مہاجرین کو رجسٹریشن کے ثبوت کے کارڈ جاری کیے گیے۔

حالیہ سالوں میں افغان تنازعہ کا بڑھنا بھی مہاجرین کا پاکستان میں قیام بڑھانے کا باعث بنا، مزید افغان بے گھر ہوئے اور بحالی و تعمیر نو کے عمل میں تاخیر ہوئی۔

2002 سے اب تک یو این ایچ سی آر نے 4.6 ملین افغانوں کو وطن واپسی میں مدد کی جن میں 3.6 ملین پاکستان اور ایک ملین ایران میں موجود تھے۔ افغان مہاجرین کی رضاکارانہ وطن واپسی مارچ 2011 سے پشاور اور کوئٹہ سے شروع ہوگی اور اس سال اکتوبر تک جاری رہے گی۔ اضافی فائدہ کے طور پر اور ٹرانسپورٹیشن کے اخراجات بڑھنے کی وجہ سے یو این ایچ سی آر وطن واپس جانے والے ہر مہاجر کو 150 ڈالر دے گا۔ واپس جانے والے خاندانوں کی تعداد میں کمی ہوئی ہے جس کی ایک وجہ افغانستان کے مختلف حصوں میں تشویش ناک سیکورٹی کی صورتحال اور دوسرے، بہت سے افغان کی پاکستان میں طویل عرصے سے رہنے کی وجہ سے یہاں آباد ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ بہت سے مہاجرین کو افغانستان واپس جانے میں کوئی معاشی فائدہ نظر نہیں آتا۔ نوجوان افغان جو پاکستان میں ہی پیدا ہوئے وہ اسے افغانستان سے زیادہ اپنا گھر سمجھتے ہیں۔

پاکستان میں جولائی اگست 2010 میں آنے والے سیلاب نے بھی کئی مہاجرین کو متاثر کیا کیونکہ خیبر پختونخواہ میں ان کے کئی کیمپ اور گاوں سیلاب میں بہ گئے۔ یو این ایچ سی آر کے مطابق افغان مہاجرین کے 12 ہزار مکانات بہ گئے جس سے 70 ہزار افراد بے گھر ہو گئے۔ ضلع نوشہرہ میں افغان مہاجرین کے ازاخیل کیمپ میں 23 ہزار خاندانوں کے گھر تباہ ہو گئے۔ بہت سے بے گھر افغانوں نے واپس افغانستان جانے کو ترجیح دی۔ افغان مہاجرین کے خالی کردہ کچھ کیمپ قبائلی علاقوں، مالاکنڈ اور دیگر اضلاع سے دہشت گردی اور آرمی آپریشن سے مقامی طور پر بے گھر ہونے والے افراد کی رہائش کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

مارچ 2009 میں افغانستان، پاکستان اور یو این ایچ آر کے درمیان ہونے والے معاہدے کے مطابق افغان مہاجرین کو 2012 تک پاکستان میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کی رہائش میں توسیع کی وجہ وہاں کے حالات ہیں دوسرے ممالک سے حالیہ سالوں میں بڑی تعداد میں افغان مہاجرین کی وطن واپسی کی وجہ سے ان کی آبادکاری اور بحالی کے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔

پارلیمنٹ کا کردار

اگرچہ افغانستان اور پاکستان کے اراکین پارلیمنٹ ایک دوسرے کے ممالک میں کے دورے کرتے رہتے ہیں اور کابل، اسلام آباد اور دیگر مقامات پر دوطرفہ اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں لیکن ان روابط کو ادارہ جاتی شکل دینے کی کوئی حقیقی کوشش نہیں کی گئی تاکہ وہ باضابطہ طور پر ملاقاتیں کر کے تبادلہ خیال کر سکیں۔

پاکستان اور افغانستان کی پارلیمنٹس کی مختلف مدت اور اوقات کار ہیں۔ ماضی میں جو اراکین پارلیمنٹ ملتے ہیں اور ایک دوسرے کا موقف سمجھتے لگ جاتے ہیں وہ بعد میں رکن پارلیمنٹ نہیں رہتے۔ ادارہ جاتی انتظام سے اراکین پارلیمنٹ میں مسلسل رابطوں کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔ دونوں ممالک کی خواتین اراکین پارلیمنٹ کو قریب لانے کی ایک کوشش کی گئی۔ دونوں پارلیمنٹس کی قائمہ کمیٹیاں مختلف امور پر زیادہ بامعنی اور قریبی تعاون کر سکتی ہیں۔

میڈیا

پاکستان اور افغانستان کے سرکاری میڈیا اور صحافیوں کے درمیان تعاون کی کئی کوششیں کی گئیں لیکن اس میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی۔ حالیہ مہینوں میں دونوں ممالک کے پرائیویٹ میڈیا کے درمیان تعاون بڑھانے کے لیے زیادہ منظم اقدامات کیے گئے صحافیوں کی تربیت اور ایک دوسرے کے ملکوں کے دوروں کا انتظام کیا گیا۔ عالمی اداروں نے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کیا۔

یہ بات باعث تشویش ہے کہ کوئی پاکستانی صحافی افغانستان میں تعینات نہیں حالانکہ وہاں ہونے والے واقعات پاکستان پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ نہ سرکاری نہ ہی پرائیویٹ میڈیا کابل میں اپنے نمائندے مقرر کرنے پر وسائل صرف کرنے کو تیار ہے۔ درحقیقت ماضی میں بھی یہی صورتحال رہی اور پاکستانی میڈیا افغانستان میں ہونے والے واقعات کی کوریج کے سلسلے میں ہمیشہ مغربی نیوز ایجنسیوں اور ان کے نمائندوں پر انحصار کیا۔ یہ ضروری ہے کہ افغانستان میں ہونے والے واقعات کی پاکستانی نکتہ نظر سے کوریج کی جائے اسی طرح پاکستان میں ہونے والے واقعات کی افغانستان میں وہاں کے نکتہ نظر سے پیش کیا جائے اس کے لیے دونوں ممالک کو اپنے اپنے نمائندے ایک دوسرے کے ملک میں تعینات کرنے ہوں گے۔

افغان اس معاملے میں بہتر ہیں کیونکہ پاکستان میں پڑھنے اور رہنے والے بعض افغان صحافی یہاں ہونے والے واقعات کی رپورٹنگ افغان ٹیلی ویژن چینلز کے لیے کرتے ہیں۔ پاکستان سے واپس جانے والے افغان مہاجرین جو اردو بول سکتے ہیں افغانستان میں اردو اور پشتو پاکستانی ٹی وی چینلز کی نشریات دیکھتے ہیں۔

ماضی میں پشتو اور دری زبان کے افغان ٹی وی چینلز کی نشریات پاکستان میں دکھائی دیتی تھی لیکن اب پیمرا کے لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نشریات

پاکستان میں بین کردی گئی ہیں۔

دونوں ممالک کے ٹی وی چینلز کو بین کرنے کے بجائے سہولیات فراہم کی جانی چاہیں تاکہ افغان اور پاکستان عوام ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

اختتامیہ

پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات کے کچھ مثبت اور امید افزاء پہلو بھی ہیں۔ تعلقات کو مضبوط کرنے اور مستقبل میں تعاون بڑھانے کے لیے کیے جانے والے کچھ اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ افغانستان پاکستان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدے (APTTA) پر اکتوبر 2010 میں پاکستان کے وزیر تجارت مخدوم امین فہیم اور افغانستان کے وزیر تجارے انوار الحق احدی نے دستخط کیے۔ یہ 1965 میں ہونے والے معاہدے کی بہتر شکل ہے جس سے زمین سے گھرے (landlocked) افغانستان کو باہر کی دنیا تک رسائی اور پاکستان کو وسط ایشیائی ریاستوں تک زمینی راستے سے رسائی حاصل ہوگی۔

2۔ پاکستان اور افغانستان نے جولائی 2010 میں دونوں ممالک کے درمیان ریل کے رابطے کے لیے مفاہمت کی یاداشت پر دستخط کیے۔ اس منصوبے پر کام شروع ہونے میں کچھ تاخیر ہے جو چار ماہ کے اندر شروع ہونا تھا۔

3۔ نومبر 2010 میں پاکستان اور افغانستان کے تاجروں نے مشترکہ چیمبر آف کامرس کے قائم کی۔

4۔ پاکستان نے افغانستان کو تعمیر نو اور تعلیم صحت، مواصلات اور دیگر شعبوں میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے 330 ملین ڈالر کی امداد فراہم کی۔ ان میں کچھ اہم منصوبوں میں جناح اسپتال کابل، سرسید پوسٹ گریجویٹ فیکلٹی آف سائنسز، ننگرہار یونیورسٹی، جلال آباد، لیاقت علی خان انجینئرنگ فیکلٹی، بلخ یونیورسٹی، تورخم جلال آباد روڈ اور رحمان بابا ہائی سکول کابل شامل ہیں۔

5۔ پاکستان افغانستان میں ایک انسٹیٹیوٹ فار مینجمنٹ، بزنس ایڈمنسٹریشن اور فیلکٹی ٹریننگ قائم کر رہا ہے۔

6۔ پاکستان نے افغانستان کو استعداد کار کی بہتری کے لیے نئے انسٹیٹیوٹ کے قیام اور موجودہ کو اپ گریڈ کرنے کی آفر کی ہے۔

7۔ پاکستان اور افغانستان خوراک کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے فوڈ بنک کے قیام پر غور کر رہے ہیں اور زرعی تحقیق کے مشترکہ پروگرام شروع کر رہے ہیں۔

8۔ دونوں ممالک نے ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات کو کم کرنے کے لیے ماحولیاتی امور پر مذاکرات شروع کیے ہیں

9۔ پاکستان نے اپنے تعلیمی اداروں میں افغان طلباء کے لیے اسکالرشپ ایک ہزار سے دوگنا کر کے دو ہزار کر دیئے ہیں افغانستان یونیورسٹیوں کے ڈین اور وائس چانسلرز کے حالیہ دورہ پاکستان میں پاکستانی یونیورسٹیوں نے افغان طلباء کو انفرادی سطح پر اضافی اسکالرشپس کی بھی پیشکش کی۔ اس کے علاوہ افغان مہاجرین کے بچے پاکستان نے سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

10۔ دونوں ممالک کے عوام سے عوام کے رابطے مضبوط کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے۔ پاکستان اور افغانستان کے اراکین پارلیمنٹ، تاجروں، شاعروں اور مصنفوں، دانشوروں اور صحافیوں کے وفود کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔

11۔ پاکستان روزانہ کی بنیاد پر افغانوں کو جتنے ویزے جاری کر رہا ہے باقی پوری دنیا کو جاری ہونے والے ویزے اس کے برابر ہیں۔ افغان عوام سے کوئی ویزہ فیس بھی نہیں لی جاتی۔ پاکستان افغانوں کو اوسطا 1,200 ویزے روزانہ جاری کرتا ہے جبکہ

50 ہزار سے زائد افغان بغیر دستاویز کے روزانہ پاکستان داخل ہوتے ہیں۔

12۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 70 ہزار پاکستانی افغانستان میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں ہنرمند اور غیر ہنرمند دونوں شامل ہیں زیادہ تر تعمیرات، بنکوں، آئی ٹی، چارٹرڈ اکاؤنٹنس اور دیگر شعبوں میں ہیں۔

13۔ سلک روٹ سی ای او فورم کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور پاک افغان مشترکہ تعمیر نو کنسورشیم قائم کیا جا رہا ہے جس کے تحت تعمیر نو اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے سرکاری اور پرائیویٹ شعبوں کی مدد لی جائے گی۔

14۔ ترقیاتی منصوبوں خاص طور پر پاکستان اور افغانستان میں وسیع معدنیات اور پن بجلی کے وسائل کو استعمال کرنے کے لیے ایک مشترکہ سرمایہ کار کمپنی کے قیام کی بھی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اگر معاملات طے ہو گئے تو اقتصادی اور صنعتی زون قائم کیے جائیں گے۔

15۔ پاکستان افغانستان کے فوجی اور پولیس افسران کو تربیت فراہم کرنے کی بھی آفر کر رہا ہے۔ اگر افغانستان اس آفر کو قبول کر لیتا ہے تو اس میں پیش رفت ہو سکتی ہے۔

16 پاکستان کا سرکاری ٹیلی ویژن (PTV) افغانستان کے سرکاری ٹیلی ویژن (Ariana TV) کے ساتھ مل کر دونوں ممالک کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے درمیان تعاون بڑھانے اور ثقافتی تبادلوں کے لیے کام کر رہا ہے۔ پاکستانی ڈرامے، موسیقی اور دیگر پروگرام افغانستان کے سرکاری ٹی وی چینل پر پشتو سب ٹائٹل کے ساتھ دکھائے جائیں گے۔

17 پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پیس اسٹڈیز (PIPS) اور افغانستان کے کیلڈ گروپ (Killid Group) نے پاکستان اور افغانستان کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے درمیان تعاون کے فروغ مشترکہ طور پر صحافیوں کی مشکل اور الجھے ہوئے معاملات پر استعداد کار بڑھانے کے لیے تربیت کا اہتمام کیا ہے۔ انٹرنیشنل میڈیا اسپورٹ (IMS) نے 22-21 فروری 2011 کو کابل میں کانفرنس کے دوران اس کے لیے مدد اور تربیت فراہم کرنے کی آفر کی ہے۔ دونوں ممالک سے سات سات ممبران پر مشتمل ایڈوائزری بورڈ تشکیل دیا گیا ہے جو سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کرے گا۔

کئی دیگر بھی اقدامات ہیں جو ابھی تک صرف کاغذوں پر ہیں اور ان پر پیش رفت سست ہے۔ کئی دیگر بھی محرکات ہیں جن پر آگے سے آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ دونوں ممالک کو مل کر رہنا ہے اور باہمی تعاون اور تعلقات کی مضبوطی سے یہ زیادہ اچھی طرح رہ سکتے ہیں۔ پاکستان اور افغانستان کو مزید قریب لانے کے لیے ہر شعبے میں تعاون کی بہت گنجائش موجود ہے لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ پاک افغان سرحد کی دونوں جانب امن و سلامتی کا نہ ہونا ہے۔ تنازعہ افغانستان میں شروع ہوا اور پاکستان تک پھیل گیا۔ یہ دونوں ممالک کے مفاد میں ہے کہ تنازعہ کے خاتمے اور قیام امن کے لیے مل جل کر کام کریں۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان
ٹیلیفون: (+92-51) 111-123-345 فیکس: (+92-51) 226-3078
E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org